كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

نیاید کسے در جہان کو بماند
مگر آن کزو نام نیکو بماند

نام تاریخی

مرکز غم

۱۳۰۷ھ

گذرانیدہ

جماعت اہل حدیث بلدہ حیدرآباد دکن

مطبع عزیز دکن طبع شد

فاتحہ فکرت طبع سلیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رباعی

جو آیا وجود مین وہ معدوم ہوا ۔ جو کچھ سمجھے خلاف مفہوم ہوا
سمجھے اتنا کہ کچھ نہ سمجھے افسوس ۔ معلوم ہوا کہ کچھ نہ معلوم ہوا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک ہی لایق حمد و ثنا ہی ۔ جس نے کتاب زندگانی کے مضمون کو ایک ہی جملہ مین طے کر دیا ۔ ایک آفرینش جس کو مبتدا کہتے ہین ۔ دوسری موت جسے اُس مبتدا کی خبر سمجھے ہین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزارون درود اور سلام کہ آپ نے ہم کو توحید کی

نعمت بخشی - اور اتباع سنّت کے فوائد تعلیم فرمائی - جو حسن خاتمہ کا ذریعہ ہین -

مقصود آفرینش

وسعت زمین جس کے مشاہدہ سے قدرت رب العالمین نظر آتی ہی اسلئے
نہین ہی کہ انسان اُس کو اصلی اقامت گاہ سمجھے اور اللہ کی یاد سے غفلت
اختیار کرے بلکہ اس سطح زمین اور آفرینش سے یہی مقصود ہی کہ اس خاکدان
فانی کو ایک فرودگاہ یا مسافر خانہ جانے اور اس مزرعۂ آخرت سے ایسا
زاد راہ بہم پہنچاے کہ اُس کو اپنے وطن دامی کے سفر مین کام آئے اور اعمال
صالحہ کے تحایف اپنے لئے ذخیرہ کرے - اور دنیا کے پھندون اور
اندیشہ ناک مقامون سے بچتا رہے اور جان لے کہ یہ عمر اُس کو اسطرح
لئے جاتی ہی جسطرح کشتی اپنے سوارون کو - اس دنیا مین سب لوگ
مسافر ہین اُن کی پہلی منزل مہد ہی اور پچھلی منزل لحد - عمر آدمی کی اس سفر کا
فاصلہ ہی ؎ زیست اک ماندگی کا وقفہ ہی ۔ یعنے آگے چلین گے دم لیکر ۔
برس اس فاصلہ کے مرحلے ہین - اور مہینے فرسنگ - اور دن میل ہین
اور سانس قدم - عبادت اس سفر کا سرمایہ ہی اور اوقات لیل و نہار راس المال
و شہوات و لذات اس راہ کے غارتگر اور راہزن - یہان کا نفع ۔۔۔

کہ مسلمانون کو اللہ جل شانہ کے ساتھ خصوصیت سے قربت حاصل ہو - اور خسارہ یہ ہو کہ اُس کی رحمت سے دور جا پڑے - اِس حالت مین جو شخص ایک سانس کی بھی غفلت کرتا ہی قیامت کے روز اتنا نقصان اٹھائیگا جس کا کوئی اندازہ نہین ہو سکتا - اسی خطرِ عظیم اور امرِ ہولناک کے لئے اہل توفیق نے لذاتِ نفسانی اور شہواتِ جسمانی کو بالکل چھوڑا اور بقیۂ عمر و انفاسِ مستعار کو غنیمتِ کبریٰ جانا ہی ؎ یک قدم راحت بیدل از تو تا دامانِ خاک ؎ بر سرِ مژگان چو اشک استادہ ہشیار باش ؎

انسان کی بدایت و نہایت

انسان کی زندگی کے تین حالتین ہین - طفولیت - شباب - اور بڑھاپا اور اِن تینون موسمون مین جو حالت انسان کی رہتی ہی یہی ہی کہ لڑکپن تو کھیل کود مین گزر جاتا ہی - شباب عیش و آرام مین - اور بڑھاپا حرص و ہوا مین مرد چون پیر شود حرص جوان می گردد ؎ اور چونکہ تکلیف شرعی کا متحمل ہونا بھی انسان کے لئے ایک خاص فرض منصبی ہی - اللہ تعالیٰ اوس سے عبادت لینا چاہتا ہی - ملک الموت جان - عیال نفقہ و نان - اور شیطان ایمان ؎ سیران بلا راز زندگانی مشکل است ؎ عیش ما کوتاہ چون پرواز مرغ بسمل است

پھر خوفِ عذابِ قبر و جوابِ نکیرین اور دغدغۂ حشر مزید بران ؎
ما غریبان را بزیرِ خاک ہم نگذاشتند ٭ صبحِ محشر می کنند فریاد کز منزل برا
باایں ہمہ انجامِ کار ہنوز مبہم ہی کہ ایکطرف جنّت کی تجلی آنکھون مین چکاچوند
لگا رہی ہی - اور دوسری جانب دوزخ کی حرارت نعل در آتش
بنا رہی ہی جس سے انسان کمندِ خوف و رجا مین پھنسا ہوا ہی کہ دیکھئے
رحمت اور عذابِ الٰہی کس طرف کھینچ کر لیجائے - مگر جو لوگ کہ سعیدِ ازلی
ہین اور رحمتِ الٰہی اُن کی دستگیر رہتی ہی - اُنکا ہر حال بڑا پیارا ہی ؎
روشن دلون کو بعدِ فنا بھی بہار ہی ٭ جب بجھ گیا چراغ تو کہتے ہین گل ہوا

چلے جاتے ہین لاکھون آدمی دن رات دنیا سے
کھلا رہتا ہی دروازہ سدا شہرِ خموشان کا

اللہ تعالیٰ کے لئے جتنے صفات مخصوص ہین اُن مین ایک صفت یہ بھی ہی
کہ وہ ہمیشہ زندہ رہیگا - اگر وہ خالقِ کون و مکان کوئی چیز اپنے مخلوق
مین ایسی پیدا کرتا جو کبھی فنا پذیر نہوتی تو لوگون کے دلون مین صفتِ
بقای الٰہی کی عظمت ہرگز جاگیر نہوتی - باوجودیکہ انبیا علیہم السلام کو اللہ

جلّ شانہ نے ساری مخلوق پر مزیت بخشی ا[illegible]یلتِ خاص دی مگر چند روزہ
زندگی کے بعد اُن بھی موت کے احکام وہی جاری کردیے جو کُل مخلوق پر ہین
ع ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید ٭ زجامِ دہر مئی کل من علیہا فان

آدم[1] علیہ السّلام کو دیکھو کہ ہزار قسم کی زبان مین گفتگو کرتے تھے اور
شجر و حجر اون کے ساتھ چلتے تھے ۔ تخم ریزی کے ساتھ ایک ہی دن مین
کھیتی طیار ہو جاتی تھی ۔ اُنکا ہاتھ آگ مین نہ جلتا تھا ۔ ملایک کے مسجود
تھے ۔ ساری دنیا کے بنی آدم اُنہی کی نسل سے پیدا ہوے ۔ ہزار برس
زندہ رہے مگر جب موت آئی گیارہ روز بیمار رہکر رحلت فرمائے ۔

شیث[2] علیہ السّلام کی حالت پر غور کرو ۔ کعبہ کو مٹی پتھر سے اُنھون نے
ہی بنایا ۔ نوسو بارہ [912] برس زندہ رہے اور آخر رحلت فرمائے ۔

ادریس[3] علیہ السلام پیغمبر بھی تھے اور بادشاہ بھی مصر مین پیدا ہوے
حکمت اور علمِ نجوم و ریاضی وغیرہ اُنہی سے نکلا اُن کے عہد مین ایکسو اسی [180] شہر
آباد ہوے ۔ تین سو پینسٹھ برس دنیا مین رہے ۔ بالآخر روح مجرد بنکر آسمان پر چلے گئے

نوح[4] علیہ السّلام بعد ولادت چار سو برس کی عمر مین مبعوث ہوے ۔ قوم
کے ہاتھ سے بہت تکلیف اٹھائی ۔ آخر بددعا کی طوفان برپا ہوا ۔

گیارہ مہینے سترہ دن تک کشتی مین رہے۔ ہزار برس زندہ رہے قوت مین فرق نہ آیا ایک بال تک سفید نہوا۔ اور بالآخر شربتِ مرگ نوش جان فرمایا۔

ہود[5] علیہ السّلام نے اپنی امّت کو ہدایت کی۔ راہِ راست پر نہ آئے بددعا کی قحط پڑا۔ ہوائے تند چلی۔ سب ہلاک ہوے۔ اور خود ڈیڑھسو برس زندہ رہے۔ اور آخر مکّہ معظمہ مین آکر رحلت فرمائی۔

صالح[6] علیہ السّلام اسم باسمّی تھے۔ ننگے پانون پھرتے تھے۔ نہ گھر نہ در۔ مسجد مین جا پڑرتے قوم ثمود کے طرف بھیجے گئے۔ انھون نے معجزہ طلب کیا۔ اُن کی دعا سے ناقہ پہاڑ سے نکلا۔ قوم ایمان نہ لائی ایک سخت آواز آسمان سے آئی جگر پھٹ گئے۔ سب مرگئے۔ چار ہزار آدمی مسلمان ہوے۔ بیس برس قوم مین رہے۔ دو سو اسی برس زندہ رہے۔ بالآخر مکّہ معظمہ مین آکر رحلت فرمائے۔

ابراہیم[7] علیہ السّلام جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر البریہ فرمایا ہی اور قرآن مجید مین بھی جا بجا اون کا ذکر خیر درج ہی۔ ڈیڑھسو برس مین بوڑھے ہوے۔ جسم مبارک مین مشک کی خوشبو آتی تھی درندے اُن سے بات کرتے اور ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ نمرود مردود نے جو ضحاک

کی طرف سے سوادِ عراق کا حاکم تھا اون کو برہنہ تن سولہ برس کی عمر مین
آگ مین پھینکدیا - نار گلزار ہو گئی - چالیس دن اوسمین رہے اور بالآخر
دعوتِ اجل قبول فرما کر حبرون کے کھیت مین مدفون ہوے -
لوط علیہ السلام جو ابراہیمؑ کے چچیرے بھائی تھے - تیس برس قوم کو
دعوت دیتے رہے - اِن کے معجزہ سے بے ابر پانی آسمان سے
برسا قوم ایمان نہ لائی - عذابِ الٰہی نازل ہوا - پانچ گانون کو جسمین
چار لاکھ آدمی تھے جبرئیل علیہ السلام نے بازو سے اکھیڑ کر اتنا اونچا
اٹھایا کہ فرشتون نے مرغون اور کتون کی آواز سنی اور پھر اون کو
زمین پر پٹک دیا اور سواے لوط علیہ السلام اور اہلِ ایمان کے
سب ہلاک ہو گئے - بالآخر جب موت آئی انکو بھی ساغرِ اجل پینا پڑا -
اسحٰق علیہ السلام بڑے حسین تھے - ایکسو اسی برس زندہ رہے
اور آخر دنیا کو چھوڑ گئے - **یعقوب** علیہ السلام بڑے صابر اور
شاکر تھے - خدا نے انکا امتحان لیا - بصارت جاتی رہی - اُن کے
معجزہ سے پہاڑ پھٹ گیا - مصر مین یوسف علیہ السلام کے پاس سترہ برس
رہ کر ... سے چند انبیا علیہم السلام یہ تھے نوحؑ و ہودؑ و صالحؑ

ولوطؑ وایوبؑ وشعیبؑ وابراہیمؑ واسمٰعیلؑ ویعقوبؑ اور حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب نبی اُن کی اولاد مین ہین۔ ایکسو ستائیس
برس زندہ رہے۔ بالآخر اِس جہانِ فانی سے رخصت ہوے۔

یوسف علیہ السلام جنکو رسولِ کریم صلعم نے کریم ابن الکریم ابن الکریم
فرمایا ہی حسن وجمال مین بے مثال تھے۔ آپکے معجزہ سے سوکھا درخت
بار آور ہوا۔ خواب کی تعبیر مین بے نظیر تھے۔ ایکسو دس برس زندہ رہے
اور بالآخر راہیِ ملکِ عدم ہوے۔ **ایوب** علیہ السلام کا صبر اور شکر
بہت بڑھا ہوا تھا۔ اٹھارہ برس بیماری مین مبتلا رہے۔ سارے جسم مین
کیڑے پڑ گئے تھے اور سوائے بی بی کے سب نے اُن کی رفاقت چھوڑ دی
تھی۔ خدا نے چشمہ پیدا کیا۔ اُس مین غسل فرمایا۔ بھلے چنگے ہوگئے۔
بڑے مالدار تھے۔ پانسو غلام رکھتے تھے۔ اُن کے معجزہ سے سقف
بلا دیوار معلق کھڑی ہوگئی۔ علی سبیل الاختلاف تہتر یا چہتر یا دوسو برس
زندہ رہے۔ آخر جادہ پیمائے منزلِ عدم ہوے۔ **شعیب** علیہ السلام
نابینا تھے۔ اخیر عمر مین بصیر ہوگئے۔ اِن کے معجزہ سے ریت مدین کی
دور تک ہٹ گئی۔ پتھر تانبا ہوگیا۔ جب پہاڑ کے نزدیک پہنچے پہاڑ جھک جاتا

آپ اُسپر چڑھ جاتے۔ ایکسو چالیس[14] برس زندہ رہے اور بالآخر سفر آخرت اختیار فرمائے۔ موسیٰ[15] علیہ السلام فرعون کے زمانہ مین پیدا ہوے۔ قارون اُن کا چچیرا بھائی تھا۔ زکوۃ نہ دینے پر اُن کی بددعا سے زمین مین دھس گیا۔ نبی موسم رود نیل کو طغیانی آگئی۔ فرعون جو آپ کے پیچھے بہ قصدِ ہلاکت لشکر لیکر دوڑا تھا اُس مین ڈوب کر مرگیا۔ ۱۲۰ برس زندہ رہے۔ آخر انتقال فرمایا۔ یونس[15] علیہ السلام ۳۳ برس تک قوم کو دعوۃ دیتے رہے۔ اُن کے معجزہ سے پانی آگ سے نکلا۔ مچھلی نے آپ کو نگل لیا تھا۔ پھر خدا کے حکم سے کنارہ پر اُگل دیا۔ کدو کی بیل آپ ہی کے واسطے پیدا ہوئی۔ بالآخر آغوشِ زندگی کو اپنے وجود سے خالی کر گئے۔ داؤد[16] علیہ السلام بادشاہ جلیل القدر تھے۔ بیت المقدس اُن کا دار السلطنت تھا۔ زبور جس کے ۵۰ صحیفے ہین عبرانی زبان مین آپ پر اُتری۔ بڑے خوش الحان تھے۔ آپ کی لحن سننے کے لئے جن و وحش و طیر جمع ہوجاتے تھے۔ پانی بہنے سے اور ہوا چلنے سے رُک جاتی تھی۔ آپ کے ہاتھ مین لوہا موم ہوجاتا تھا۔ ایک دن روزہ رکھتے۔ ایکدن افطار کرتے تھے۔ آپ کی ۹۹ بی بیان تھین۔ ۴۰ برس

سلطنت کی۔ ایکسو برس اور چھ مہینے زندہ رہے۔ بالآخر رحلت فرما ہوئے۔ سبحان اللہ آپ کے جنازہ پر چالیس ہزار راہب سوا اور لوگون کے تھے۔ سلیمان[17] علیہ السلام کو اللہ جل شانہ نے ایسی سلطنت بخشی جو کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ ساری زمین کے مالک ہو گئے۔ تیرہ برس کی عمر مین خلیفہ ہوئے بیت المقدس تعمیر فرمایا۔ تین سو بیبیان اور سات سو لونڈیان رکھتے تھے ابر اور ہوا اور جانور اور جن و پری سب پر اُن کا حکم جاری تھا۔ سارے وحوش و طیور کی زبانین سمجھتے تھے۔ اُنکا تخت ہوا پر اڑتا تھا۔ ایک مہینے کی راہ صبح اور ایک مہینے کی راہ شام طے کرتا تھا۔ ہُدہُد آپ کے سر پر سایہ افگن رہتا تھا۔ بلقیس ملکۂ قلمرو سبا آپ پر ایمان لائی۔

ف نہ بر باد رفتی سحرگاہ و شام ٭ سریرِ سلیمان علیہ السلام ٭
باآخر نہ دیدی کہ بر باد رفت ٭ خنک آنکہ با دانش و داد رفت ٭

لقمان[18] نام کے دو آدمی گزرے ہین۔ ایک لقمان حکیم جو حبشی تھے قبیلہ نوبہ سے اور دو ہزار برس زندہ رہے۔ اور داؤد علیہ السلام سے علم سیکھا۔ دوسرے لقمان[19] بن عاد جو ساڑھے تین ہزار برس زندہ رہے۔ اور آخر آخرۃ کو سدھارے۔ زکریا[20] علیہ السلام سو برس

زندہ رہے۔ اور آخر اُنکو قوم سے اُن ہی نے چیر ڈالا۔ یحییٰ[۲۱] علیہ السلام بڑے مطیع۔ خوب صورت۔ اور خوش آواز تھے۔ بیاہ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو سید اور حصور فرماتا ہی۔ عجب جو ایک بادشاہ کا نام ہی اُس نے اپنے محبوبہ کی اغوا سے انکو شہید کیا۔ خون فوارہ کی طرح جوش زن ہو کر فصیل شہر تک پہنچا۔ اُن کے عوض ستر ہزار آدمی مارے گئے۔
عیسیٰ[۲۲] علیہ السلام بغیر باپ کے مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے آپ پر تیس برس مین وحی آئی۔ دس بار حضرت جبرئیل علیہ السلام اُترے۔ انجیل لائے۔ آپ خدا کے حکم سے مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ رکھتے تھے دریا پر چلے جاتے۔ قدم تر نہ ہوتے۔ قوم یہود نے جب آپکے قتل کے لیے یورش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ آخر زمانہ مین آسمان سے اُترینگے۔ مہدی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہونگے دجال کو قتل کرینگے۔ شربت اجل چکھینگے اور پیغمبر خدا صلعم کی پہلوی مبارک مین مدفون ہونگے۔ خاتم[۲۳] النبیین شفیع المذنبین سید المرسلین حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال اظہر من الشمس ہی۔ آپ پر قرآن مجید نازل ہوا۔ کئی بار حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورۃ اصلی آپکے

پاس آئے - معراج ہوا - جنت اور دوزخ کی سیر کی - پتھر اور جانورون سے
آپ کی رسالت پر شہادت دی - پشت مبارک پر مُہرِ نبوۃ تھی - آپ کی طلب پر
اشجار چلے آتے تھے - جس گلی سے آپ گزرتے خوشبو سے مہک جاتی
پسینا آپ کا عطر سے بڑھکر تھا - چاند آپکے اشارہ سے دو ٹکڑے
ہو گیا - ستونِ حنانہ نے آپکے فراق مین گریہ وزاری کی - جس رات
آپ عرصۂ عدم سے ساحتِ وجود مین جلوہ گر ہوے - ایک نورِ عظیم پھیل
گیا - نوشیروان کا محل تزلزل مین آگیا - بعد مراجعتِ معراج شریف کے
کفار کی تکذیب پر اللہ جل شانہٗ نے نشاندہی کے لئے بیت المقدس کو
آپکے روبرو کر دیا - جب روزِ بدر مشتِ خاک اٹھا کر کفار کی طرف پھینکی جسکو
سنگریزہ لگا فوراً مر گیا - غار مین چھپے عنکبوت نے اسپر جالا بنا دیا
اور کفار نہ پہچان سکے - بکری کے بچے نے آپکے معجزہ سے دودھ دیا
جانور آپ کی حضور مین اپنے مالکون کے استغاثہ اور چارہ جوئی کرتے -
جسطرح خدا کے حکم سے آپنے آئندہ کی خبر دی ویسا ہی ظہور مین آیا -
چوبدستی سے آپنے بتون کی طرف اشارہ کیا اوندھے موتھ گر گئے
غزوۂ خندق مین آپکے معجزہ سے ایک صاع جو مین ہزار آدمی کا پیٹ

بھر گیا - آپ کی مبارک انگلیون سے نہر جاری ہوئی - ایکہزار چارسو آدمی نے
پانی پیا - لعابِ دہنِ مبارک سے چاہِ شور شیرین ہو جاتا - بہت سے لوگون نے
آپ کی دعا پر فوراً شفا پائی - آپ امّی تھے مگر کتب خانۂ چند ملت بشست
آپ کی شانِ علمِ لدُنّی کی گواہ ہی - خُلقِ عظیم رکھتے تھے - سرزمینِ عرب کو
کفر و شرک سے پاک کر دیا - کفارِ قریش کے ہاتھ سے اشاعتِ توحید پر
سخت تکلیف اُٹھائی - مدینۂ طیبہ کی طرف ہجرۃ فرمائی - مکہ معظمہ کو فتح فرمایا
لوگ جوق جوق دینِ اسلام مین داخل ہوے - صدہا معجزات آپ سے
ظہور مین آئے - چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوے - ۶۳ برس تک
سریر آرای اقلیمِ حیات رہے - ۲۳ برس تک تبلیغِ احکامِ رسالت فرمائے
بالآخر ۱۱ ہجری کی بارھوین ربیع الاولی کو وفات پائی - مدینۂ طیبہ مین
کہرام مچگیا - قیامت سے پہلے قیامت برپا ہوگئی - صحابہ فرطِ غم سے
بیہوش ہوگئے آپ کا دینِ مبارک جس مین خدا کے فضل سے ہم داخل ہین
آج تک روئے زمین پر جاری ہی - اور قیامت تک جاری رہیگا -

خلفای راشدین رضی اللہ تعالی اجمعین کی حالت

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ۶۳ برس تک

زندہ رہے اور دو سال تین مہینے بائیس روز تک خلافت فرماتے رہے آخر زہر دیئے گئے
۷ جمادی الآخر سنہ ۱۳ کو بیمار ہوئے - پندرہ روز تک رنجور رہکر ۲۲ جمادی الآخری
سنہ مذکور مین رحلت فرمائی - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۳ برس تک
زندہ رہے اور ۱۰ سال ۶ ماہ ۲۴ دن تک خلافت فرمائی - اور امور خلافت
کو اس خوبی کے ساتھ سرانجام دیا کہ ع عراقین زد روم زد شام زد ٭
پھر جا کہ زد کوس اسلام زد ٭ آخر ابو لولو غلام مغیرہ نے آپ کی کمر مین
خنجر مار کر زخمی کیا جس سے آپ نے شب پنجشنبہ ۲۷ ذی حجہ سنہ ۲۳ھ
مین رحلت فرمائی - حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۲ سال تک
زندہ رہے اور بارہ سال تک تخت خلافت پر جلوہ افروز رہے - اور
بالآخر عین حالت تلاوت مصحف مجید مین جمعہ کے دن ۱۸ ذی حجہ سنہ ۳۵
کو شہید ہوئے - جامۂ خون آلودہ مین مدفون کر دئے گئے - حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعد دفن کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ میرے اور عثمان کے درمیان
جنّت کی کیاری ہی - حضرت علی نے دست تاسف ملکر فرمایا کاش
یہ حدیث مجھکو حضرت عثمان کی زندگی مین پہنچتی تو مین انکو ملک شام مین

لیجا کر دفن کر دیتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۶۳ سال تک زندہ رہے

۴ سال ۹ ماہ۔ ایک روز تک خلافت فرمائے بالآخر ابن ملجم نے

تیغ مسموم سے آپ کی پیشانی پر زخم مارا۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ روز

یکشنبہ کو شہید ہوئے۔

ائمہ اطہار کی رحلت

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۷ سال زندہ رہے آخر آپ کی

بی بی نے باغواے جماعت معاویہ آپ کو زہر دیا ۵ ربیع الاول ۴۹ھ

مین رحلت فرما ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۶ سال

۵ ماہ تک زندہ رہتے۔ مخالفون نے آپ کو تیرون سے مارا سر

تن سے جدا کیا۔ نعش مبارک گھوڑون سے پامال کی جمعہ کے روز

۱۰ محرم ۶۱ھ کو سخت کرب اور تشنہ لبی کی حالت مین جام شہادت

بکمال استقلال کے ساتھ نوش جان فرمایا عبداللہ بن زبیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ مین شہید ہوئے۔ کئی مہینے تک سولی پر

لٹکے رہے۔ اِن کے سر کو کوچہ و بازار مین پھرایا۔ حضرت امام زین العابدین

ے ۵۸ سال تک زندہ رہکر ۱۸ محرم ۹۴ھ مین وفات پائی۔

زید بن حسینؓ شہید ہوئے۔ اسی طرح حسنؓ والدہ سیدہ نفیسہ اور حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام باقر اور حضرت موسی کاظم اور جناب حسن عسکری اور ابراہیم بن زید بن حسینؓ شہید ہوئے ماعندکم ینفد وماعنداللہ باق۔

انتقال پرملال جناب نواب سید محمد صدیق الحسن خان مرحوم

درین چمن کہ بہار و خزان ہم آغوش است
زمانہ جام بدست و جنازہ بردوش است

یون تو دنیا مین ہزارہا علما ایک دوسرے سے علم و فضل مین بڑھکر موجود ہین مگر جو علما کہ خالصاً للہ اعلای کلمۃ اللہ اور اشاعت سنت رسول اللہ کرین بہت کم نظر آتے ہین اور جن کی ذات سے فی الجملہ کارخانۂ دین آباد رہتا ہی اون کا نقش وجود بھی صفحۂ روزگار سے مٹا جاتا ہی جو ایک علامت آثار قرب قیامت سے ہی۔ اب ہم اس واقعۂ دردناک کو نہایت افسوس اور ملال کے ساتھ بیان کرتے ہین کہ جناب نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر جو ۱۹ جمادی الاول ۱۲۴۸ھ مین بمقام بلدۂ بریلی صدر آرای انجمن حیات ہوے تھے ۵۹ برس زندہ رہکر ۲۹ جمادی الاخری ۱۳۰۷ھ کو پنجشنبہ کے

دن تہجد کے وقت اس دارِ فانی سے رخصت ہوکر شمعِ شبستانِ بقا ہوے

انا للہ وانا الیہ راجعون

قصیدۂ فیاض

1. مپرس امروز از من حالتِ قلبِ پریشان را ۔ که همچون صبحِ محشر در گلو دارم گریبان را

2. گلے کز خاک برخیزد بگلنارِ سقر ماند ۔ صدای صور دانم نغمه‌های عندلیبان را

3. نماند از بر هیچ چیز یکه سازد داخلِ جنت ۔ سزد در باغ سنبل ته کند زلفِ پریشان را

4. نزیبد سرکشی با قامتِ موزون اگر دارد ۔ بخاک اندر نشاند آهِ من سروِ گلستان را

5. بهارِ حسنِ گلرویان هم آغوشِ خزان باشد ۔ رسید آسیب آخر زین چمن سیبِ زنخدان را

6. فلک هر چند بالاتر بود جولانگهم باشد ۔ برِ پرواز بخشد وحشتم هر تارِ دامان را

7. خلد در دیده ها تارِ شعاعِ مهر چون خارے ۔ بود همدوش این صبحِ وطن شامِ غریبان را

8. درین ماتم لباسِ سرخ میدارم شهید آسا ۔ که جز خون ریختن کاری نباشد چشمِ گریان را

9. مرا از دستِ بیدادِ فلک صد ناله ها باشد ۔ بکامم ریخت آخر تلخیِ ایامِ دوران را

10. دعای حور و غلمان را پذیرفتند و از دنیا ۔ بگلزارِ جنان بردند صدیق الحسن خان را

11. کسے امروز همسر بر نمی تابد ز اکرامش ۔ گرفته آنچنان در دستِ هفت اقلیم احسان را

12. ازانا فیضِ پیمبر شد به دورش سربسر شایع ۔ بهر جا کرد رایج یک قلم تفسیرِ قرآن را

۱۳ جهان سیراب شد از فیض تصنیفات او چندان
نسنجد نقطه هایش قطرهای ابر نیسان را

۱۴ بنور علم او شد ظلمت جهل از جهان زایل
مداد خامه اش خجلت دهد مهر درخشان را

۱۵ ز بس در جستجو هستند مشتاقان دیدارش
قناعت پر نسازد کاسهٔ چشم حریصان را

۱۶ بود حرف سیاهش مایهٔ مضمون جان بخشی
که جا در پردهٔ ظلمات باشد آب حیوان را

۱۷ به نیروی خداداد بلاغت زیر میگیرد
هجوم حاسدان و اژدحام نکته چینان را

۱۸ وجودش در گلستان تصوف چون گل تازه
در یکتای سنت بود ذاتش بحر عرفان را

۱۹ سماع خوبتر زین اهل عرفان را نمی باشد
نی کلکش ترنم زیر سنت گوش ایمان را

۲۰ بدین اخلاق همت از کجا شد تا کجا ذاتش
رفیقی خوب پیدا گشت در فردوس رضوان را

۲۱ ز فلس بر نیاید کار دین با صد فضیلت ها
امارت را به علمش بود نسبت چون به تن جان را

۲۲ کلام افصحش چندان بود سرمایهٔ حیرت
گره در حلق بندد خامشی نطق سخندان را

۲۳ چو فرداً فرداً از حسن عمل در محشرش بیند
بیاندازند در نار جهنم فرد عصیان را

۲۴ بود صد مرحبا بر عاقبت اندیشیش دایم
رفیق راه عقبی کرد با خود فضل رحمن را

۲۵ بدین اندوه و حرمانی که ای فیاض میدارم
مپرس امروز از من حالت قلب پریشان را

نسب نامه نواب مغفور و مبرور

صدیق[۱] بن حسن[۲] بن علی[۳] بن لطف الله[۴] بن عزیز الله[۵] بن لطف علی[۶]

بن[6] علی اصغر بن[7] سید کبیر بن[8] تاج الدین بن[9] جلال رابع بن[10] سید راجو شہید۔
بن[11] سید جلال ثالث بن[12] حامد کبیر بن[13] ناصر الدین محمود بن[14] جلال الدین بخاری
معروف بہ مخدوم جہانیان جہان گشت بن[15] احمد کبیر بن[16] جلال اعظم گل سرخ۔
بن[17] علی موید بن[18] جعفر بن[19] احمد بن[20] محمد بن[21] عبد اللہ بن[22] علی اشقر بن[23] جعفر زکی
بن[24] علی نقی بن[25] محمد تقی بن[26] علی رضا بن[27] موسی کاظم بن[28] جعفر صادق بن[29] محمد باقر
بن[30] علی زین العابدین بن[31] حسین سبط نبی بن[32] فاطمہ بنت[33] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الغرض نواب صاحب سے لیکر حضرت رسول اللہ صلعم تک ۳۳ نفوس ہوے
منجملہ اُن کے جناب امام علی نقی تک آٹھ ائمہ اہل بیت من جملہ ائمہ اثنا عشر ہیں
اور جعفر زکی سے لیکر جناب مخدوم بلکہ جلال رابع تک اولیا و صلحا گزرے ہیں
اور سید تاج الدین سے لیکر تا جد امجد علی بن لطف اللہ اہل دولت ہوے
آپکے دادا جو سید اولاد علیخان کے نام سے مشہور تھے سرکار حیدر آباد
دکن سے نواب انور جنگ بہادر کا خطاب رکھتے تھے۔ اور پانچ لاکھ روپیہ
سالانہ کا علاقہ اور ہزار سوار و پیادہ کے افسر تھے۔ آپکے نانا مفتی محمد عوض
ساکن بانس بریلی عالم و عارف باللہ قریشی صحیح النسب اولاد خلیفہ سوم حضرت
عثمان غنی سے تھے جن کو آصف الدولہ والی اودھ نذر دکھاتے تھے اور

اور آپ کے والد مولوی سید اولاد حسن رحمۃ اللہ علیہ ہین جنھون نے
مولانا شاہ رفیع الدین اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہما سے
علم حاصل کیا اور شاہ عبدالقادر صاحب سے موضح قرآن دیکھا۔ بڑے عالم
باعمل تھے کلکتہ سے لاہور تک اور شمال سے دکن تک اکثر علما اُن سے
واقف ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کی نصیحتون مین اتنا اثر رکھا تھا کہ دس ہزار
آدمی سے زیادہ قنوج اور اطرافِ قنوج مین اُن کے ہاتھ پر اسلام و ایمان
لائے اور ہزارہا لوگ جو وادیٔ ضلالت مین بھٹکتے پھرتے تھے شاہ راہِ
شریعت و اتباعِ سنت پر آگئے۔ اِن بزرگوار کا ۱۲۵۳ھ مین انتقال ہوگیا
اُسوقت نواب مرحوم پانچ سال کے تھے۔

کیفیت ورود نواب مرحوم بہ بھوپال

نواب صاحب ابتداءً ۱۳ ہر رجب ۱۲۷۱ھ کو عُلیا جناب نواب سکندر بیگم
رئیسہ بھوپال کے زمانہ مین واردِ بھوپال ہوئے۔ منشی جمال الدین خان
مدار المہام نے بنظر شرافتِ خاندانی و لیاقتِ ذاتی و فضیلت علمی کے
اپنی صاحبزادی کا نکاح آپکے ساتھ کر دیا جن سے دو صاحبزادے اور
ایک صاحبزادی موجود ہی۔ بعد ازان نواب صاحب ۱۲۸۵ھ مین حج کے لیے

روانہ ہوئے اور بعد حج کے ماہ ذیحجہ میں قصد مدینہ منورہ فرمایا چنانچہ
ابقاء المنن کے صفحہ ۵۰ مین تحریر فرماتے ہین کہ " روضۂ مبارک پر نظر
پڑتے ہی ساری کلفت سفر دور ہوگئی - **رباعی** می آیم و می آورم از بار گہے
پیغام حرم بہ محترم پادشہے ؛ مضمون رسالت آنکہ بر ماو شماست ؛ عفو
گنہے شفاعت روسیہے " - سوا اسکے نواب صاحب اپنے وصایا
مین جس کتاب کا نام مقالۃ الفصیحہ ہے صفحہ ۹۰ مین تحریر فرماتے ہین کہ "
زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثمر برکات صوری و معنوی است و شک نیست
کہ نفس زیارت مرقد معنبر و تربت مطہر جناب رسالت مآب صلعم اشرف و اکرم
زیارات است " جب غرہ شعبان ۱۲۸۵ھ مین حضرت نواب شاہجہان بیگم
صاحبہ ادام اللہ اقبالہا صدر نشین ریاست ہوئین ۱۲۸۸ھ مین آپکا عقد نواب
صاحب کے ساتھ ہوا - پہلے آپ کو نائب دوم ریاست مقرر فرماکر چوبیس ہزار
روپیہ سالانہ کی معاش مرحمت فرمائی - بعد ازان جب بمنظوری سرکار انگریزی
خلعت فیل و اسپ و سلاح وغیرہ قیمتی دہ ہزار روپیہ اور خطاب و لقب نواب والا جاہ
اور جملہ مراتب تعظیم و لوازم تکریم سر دربار عطا کیے گئے - اور جاگیر سابقہ مین
پچھتر ہزار روپیہ سالانہ کا اضافہ ہوا - دو صاحبزادون کو بارہ بارہ ہزار روپیکی

اور صاحبزادی کو ۲ ہزار روپیہ کی اور داماد کو تین ہزار روپیہ کی جاگیرات بیگم صاحبہ نے مرحمت فرماین -

نواب مغفور کی عبرت انگیز تحریر کا خلاصہ

ابقار المنن کے صفحہ ۸۰ مین نواب مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ "مجھکو اس بات کا شہود ہی کہ وقفہ زندگی کا اس دار ناپایدار مین بہت کم ہی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ ہزارہا لوگ جو مجھسے عمر مین کم تھے مرگئے اور جو لوگ میرے اقران ہین اُن مین سے بھی بہت لوگ چل بسے - اور جو مجھ سے کلان سال تھے وہ بھی باقی نرہے اور اس امت کی عمر درمیان ساٹھ ستر سال کے ٹھہری ہی اور تجاوز اس مقدار سے بہت کم لوگون کو ہوتا ہی - بلکہ اطفال بہ نسبت جوانون کے اور جوان بہ نسبت شیوخ کے زیادہ مرتے ہین لہذا ان لوگون کے حال وقال اور مقال پر تعجب آتا ہی جو صدہا سال کا بندوبست واسطے حیاتِ فانی و انتظامِ خانہ داری کے کرتے ہین - اور کبھی اُن کو موت یاد نہین آتی - لوگون کا مرنا بھی دیکھتے سُنتے ہین مگر اپنا مرنا اُن کو یقین نہین ہی اگر یقین ہوتا تو نہ اتنا انہماک دنیا مین کرتے نہ بالکل محو لہو و لعب و سیات و منکرات ہوتے بلکہ اُن کے گناہ نیکیون سے کم ہوتے اور یہہ اہل نجات مین داخل رہتے اگر اللہ چاہتا - لیکن شیطان نے

ہم کو اپنے دامِ غرور مین ایسا نہین پھانسا ہے کہ ہم خوابِ غفلت سے جاگین ورنہ ہماری عبرت کے لئے صدہا آیات بینات ظاہر ظہور موجود ہین وکم اھلکنا قبلھم من قرنٍ ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا

؎ این سطر جادہ ہا کہ بصحرا نوشتہ اند ٭ یاران رفتہ از قلم پا نوشتہ اند ٭

میرے باپ نے عمر چہل سالہ مین اور میرے بڑے بھائی نے عمر سی سالہ مین وفات پائی اور میری دو خواہر اسی عمر کے لگ بھگ انتقال کر گئین انا للہ وانا الیہ راجعون ایک مین ہنوز باقی ہون - مین نے اب عمر پنجاہ سالہ سے پنجسال کا تجاوز کیا ہی - معلوم نہین کہ اب کتنے انفاس حیاتِ مستعار کے باقی ہین - کچھ بھی ہو زمانہ سفرِ آخرت کا سر پر آگیا اور کچھ ہاتھ سے نہ بنا

؎ کارے نساختیم و دمیدن گرفت صبح ٭ اوجی چراغ خانہ بر افسانہ سوختیم

مین اپنی اس پیری کو ہمراہ اِن معاصی و ذنوب کے صبح کاذب جانتا ہون گو لوگ مجھکو صدیق کہتے ہین اِس لئے کہ ؎ سیاہی زمو رفت و از رو نرفت ٭

اللھم اجعل خیر عمری آخرہ آمین یا رب العالمین - اور کشف اللثام عن غربۃ الاسلام کے صفحہ ۸۱ مین تحریر فرماتے ہین کہ " اب عمر میری پنجاہ سال سے متجاوز ہوئی پانچ سات سال اسیر اور گزر گئے معلوم نہین کہ کس دم پیک اجل پیغام نقل لاوے

صدائے رحیل سنائے۔ دارِ فانی سے طرف دارِ آخرت کے بلائے کیونکہ قویٰ نے جواب دیدیا ہی جوارح معطل ہوگئے ہین دل بے اختیار یہی چاہتا ہی کہ اس حالتِ موجودہ سے بھی رہائی حاصل ہو کر بقیہ انفاس مستعار یادِ خدا وشغلِ سنّت وکتاب مین گزر جائین اور حیص وبیصِ ما وشما وچن وچون وچو زید وعمرو سے نجات ملکر شہادتِ کلمۂ اخلاص و توحید پر غریب خانۂ گور مین آرام ملے اور خلافِ مظنونِ اعدائے دین ودنیا عاقبت بالخیر وحسن خاتمہ نصیب ہو سو یہ کچھ اس ارحم الراحمین اکرم الاکرمین پر دشوار نہین ہی گو ہماری نظر مین مشکل ہو۔ ؎ تو مگر از طرفِ رحمتِ خود نزدیکی ٭ ورنہ من از طرفِ خویش بغایت دورم ٭ نواب صاحب بعد اس مقولہ کے کچھ تھوڑا زمانہ ہی زندہ رہے گویا اپنی عمر آخر ہونے کا منجانب اللہ اُن کے دل پر ایک مکاشفہ ہوگیا تھا اور مرتے دم تک آپ کی یہی تمنا رہی کہ مکۂ معظمہ یا مدینۂ طیبہ مین موت نصیب ہو چنانچہ اپنے وصایا کے صفحہ ۱۵۳ مین تحریر فرماتے ہین کہ" مرادِ ما در مردن آنست کہ مرگ در بیکے از دو حرم محترم پیش آید و اجلِ مختوم وقضای مبرم ہمانجا روی نماید" مگر بفحوای آیۂ کریمہ وما تدری نفسٌ بای ارضٍ تموت نواب صاحب کا انتقال بھوپال مین ہوا۔

قطعهٔ تاریخ
وا دریغا عارف صدیق الحسن خان جهان
بود ذاتش حق پرست و حق پسند و حق پژوه
خامهٔ فیاض سال ارتحالش در رقم
رای مالک عدم شد عالم عالی شکوه
۱۳۰۷ ھ

نواب صاحب کی اشاعتِ فیض

نواب صاحب عربی اور فارسی و اردو مین صاحبِ تصانیفِ کثیرہ تھے اگر مصارفِ کثیرہ اور گرمیٔ بازار اشاعت و اہتمام اجماعِ علمای اہلِ سنت تقسیم ہزار ہا کتب دینیہ بلا اخذِ قیمت و انطباعِ کتبِ نایابِ سلف کو دیکھا جاے تو یہ کہنا بیجا ہنین کہ امّتِ مرحومۂ محمدیہ مین ایسے نفوس کمتر گزرے ہونگے جب کتبِ مولفہ آپکے بلادِ عرب و عجم مین منتشر ہوے تو علماے دور و دست نے بدونِ تعرّفِ سابقہ و راہ و رسم کے اُن پر تقاریظ لکھین اور صد ہا خطوط عربیہ نواب صاحب کو نہ بھیجے اور کتابین طلب کین چنانچہ عدن و یمن و صنعا و زبید و بیت الفقیہہ و حدیدہ و بغداد و حرمین شریفین و مصر و قدس و دمشق و بیروت و قازان و قسطنطنیہ و فرس تک وہ کتابین پہنچین اور جماہیر اہلِ علم و فضل نے اُن کو پسند کیا۔ نواب صاحب باوجود تعلق کاروبار ریاست علمِ تفاسیر و شروحِ حدیث و متونِ سنن مین تا دمِ انتقال ہمہ تن مصروف رہے

گزارش بجناب فیض مآب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیۂ عالیہ بھوپال

رباعی

در کوے قضا نہ رہگذری دانم ۔ بے سر قضا و سے قدر پیدا ہم
دانم کہ کس از قضا نیارد جستن ۔ از سر قضا ہمین قدر میدانم

جب ہم اس بات کا تصور کرتے ہین کہ نواب صاحب کی ذات سے ہم غربائے اہل اسلام کو معاملات دینیہ مین کس قدر فیض پہنچتا تھا تو جگر پارہ پارہ ہوا جاتا ہی اور کچھ شک نہین کہ نواب صاحب کی ذات سے خطۂ بھوپال کی رونق ہی دو بالا ہوگئی تھی مگر جب موت کا سامنا ہوتا ہی تو سوائے گردن ڈال دینے کے کچھ بن نہین آتا ۔ حدیث شریف مین آیا ہی کہ موت تحفہ ہی مومن کا اسلئے کہ تحصیل سعادت کبریٰ وحصول درجات علیا اسی پر منحصر ہی ۔ موت مؤمن کو نعیم ابدی تک پہنچاتی اور ایک گھر سے دوسرے گھر کو لیجاتی ہی ۔ اگرچہ ظاہر مین مومن مضمحل اور فانی ہی مگر حقیقت مین اسکا انتقال کرجانا گویا معاملۂ ولادت ثانی ہی ۔ موت ایک دروازہ ہی بہشت کا کہ جب تک اُس مین قدم نہ رکھین بہشت مین نہین جاسکتے یہان تک کہ خدا کا دیدار بھی اسکے بغیر نصیب نہین ہوتا

بے فناے خود میسر نیست دیدار شما ۔ می فروشد خویش را اول خریدار شما

پس نواب صاحب نے تو دنیا مین بھی اپنا کام کیا اور عاقبت مین بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اچھے ہی رہینگے - مگر ہمارے دلون پر اُس گنج شایگان سنت کے خصوصًا اس عسیر زمانہ مین زیر زمین مدفون ہونے سے اس قدر صدمہ پہنچا ہی کہ ہم اُسکا کوئی اندازہ نہین کر سکتے - افسوس جسکے جینے کی ہم آرزو رکھتے تھے وہی اپنا صدمۂ مفارقت دیکھنے کے لئے ہم کو زندہ چھوڑ گیا - جب ہماری یہہ کیفیت ہی تو عالیجناب کی کیا حالت ہوگی - انسان مصیبت کے وقت مین اپنے بچاؤ کے لئے کوئی ذریعہ ڈھونڈتا ہی مگر غم موت ایسی مصیبت ہی کہ جب تک صبر کو اپنا ذریعہ نہ گردانین تسکین مشکل ہی - اللہ تعالیٰ نے ایمان کے دو حصے کئے ہین آدھا صبر اور آدھا شکر اور صبر و شکر کو اس آیتہ مین جمع فرما دیا ہی اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ اور جو آیات و احادیث صبر اور شکر کی فضیلتہ مین وارد ہوئی ہین جناب اقدس بخوبی جانتی ہین گزارش کرنے کی ضرورت نہین لہذا ہم نہایت ادب و تعظیم کے ساتھہ عرض پرداز ہین کہ جناب عالی بھی صبر اختیار فرمائین اور چونکہ اب جناب عالی ہی ہمارے لئے نواب مرحوم کی فیض رسانی کا ذریعہ ہین ہم تہ دل سے امید ہی کہ نواب صاحب نے اشاعت دین کا

جو کام جس قدر باقی چھوڑا ہی جنابعالی اُس کو انجام دین اور آیندہ بھی اپنی اولوالعزمی اور عالی ہمتی سے کارخانہ فیضان سنّت جسطرح جاری تھا ویسا ہی جاری رکھین اور اپنے لئے ذخیرۂ باقیات الصّالحات کا گردانین کہ ہم تشنہ لبانِ دریائے سنّت سیراب ہون اور نواب صاحب کی روح مبارک عالمِ برزخ مین خوشنود ہو۔ خدائے تعالیٰ آپ کی عمر اور آپکے اقبال مین برکت بخشے اور آپ کی دولت وعظمت کو حقیقی ذریعۂ حُسنِ عاقبت کا فرمائے

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

تقریظ دل فگار سخن سنج عالی وقار یکہ تاز میدانِ فصاحت شہباز اوج بلاغت جناب مولوی سیف الحق صاحب دہلوی سلمہ اللہ الواہب المتخلص بہ ادیب

اِس مین شک نہین کہ دُنیا مین کوئی بڑے سے بڑا صدمہ اور بڑے سے بڑا خلق
موت سے بڑھکر نہین ہی اور عالم کی موت جسکو عالَم کی موت کہا گیا ہی خاصکر اَور بھی ناگوارا
صدمہ و خلق ہی جسکا اثر بھی اُتنا ہی وسیع ماننا چاہیے جتنا کہ عالم کی موت کا ہونا چاہیے
مگر جب وہ موت بھی کسی معمولی عالم کی نہو بلکہ ایک ایسے برگزیدہ عالم کی موت ہو جسکو دنیا نے
کی تحقیق و تدقیق اور تمام مراتب فضیلت مین سارے عالم نے مان لیا ہو اور جس پر سینکڑون
بلکہ ہزارون عالمون نے نظر امتیاز ڈلی ہو تو یہ سمجھنا حقیقت مین قیاس عالم سے باہر ہی کہ ایسے
قدسی نفس کی وفات کونسی حد اور کس مقدار تک قیامت خیز قرار پا سکتی ہی۔ افسوس۔
صد افسوس ہزار افسوس۔ صد ہزار افسوس کہ مولانا سید محمد صدیق الحسن خان بہادر مرحوم ہمارے
زمانہ کے ایک ایسے ہی منتخب العالم عالم تھے اور اسلیئے اون کا حادثہ مرگ جس قدر جگر خراش ہو کم ہی
اللہ اللہ ایسے شخص کی وفات اور پھر مولوی محمد فیاض الدین جیسے قادر الکلام کا بیان اور بیان بھی
یہ دلنشین وہ قیامت پر قیامت اور آفت پر آفت ہی کہ مین تو مانگے کی زبان و دریائی طبیعت
کے زور سے بھی اُس کے اظہار اثر مین قاصر ہون۔ سوا اِسکے کہ اپنے حواس خمسہ کی
انتشار کی تفسیر اس تاریخی رُباعی مین کرون۔ خدا اُن کی مغفرت فرمائے اور ان کو
جزائے خیر اور علیا حضرت بیگم صاحبہ کو توفیق صبر جمیل بخشے آمین۔ ثم آمین

حررہٗ۔ محمد عبد الکریم

قطعۂ تاریخ
اے صبر تیرا چاک یہ کیوں جامہ ہے
کس واسطے سینہ شق نوائے خامہ ہے
قاصد نے کہا سبب اس کا دیے
یہ سال کے ... ماتم نامہ ہے
١٣
٣٦٦٣٤٦